Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 6 Issue 9 | September 2026
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published:
September 30, 2026

Use of Arabic, Persian and Urdu poetry in Tafsir Zia-ul-Quran

تفسیر ضیاءالقرآن میں عربی، فارسی اور اردو شعری ادب سے استفادہ

Dr. Hafiz Muhammad Sarwar
Lecturer, Visiting Faculty, University of Narowal, Pakistan
Email: Qarisarwar974@gmail.com

Dr. Mazhar Hussain
Assistant Professor, University of Narowal, Pakistan
Email: mazhar.hussain@uon.edu.pk

Abstract
Tafseer Zia-ul-Quran is an unparalleled masterpiece of Urdu literature. With his unique style of writing, he has also created high quality prose. He has taken poems from Urdu, Arabic and Persian languages, but also shows his proficiency in these languages. His deep eye on literature also comes to know; especially the frequency which he has used in the poems of Allama Iqbal also shows his mental harmony with Iqbal. He belongs to the class of Sufism, in which he translated the poems of Saadi Shirazi and Maulana Rome in his commentary. He also penned the poems of Allama Iqbal for understanding and interpretation of Persian words. His commentary has been written in pain and love of Mustafa and it will be a matter of wisdom behind all the Persian poems that he has written, and show love and affection for Mustafa (peace be upon him).

Keywords: Tafseer Zia-ul-Quran, Urdu Literature, Allama Iqbal, Persian Poetry, Sufism, Saadi Shirazi, Maulana Rumi, Qur'anic Exegesis, Love for the Prophet Muhammad ﷺ

ابتدائیہ

اہل ہند کے عرب سے تعلقات نبی اکرم ﷺ کی تشریف آوری سے پہلے کے ہیں۔ جب یہ علاقہ اسلامی حکومت کا حصہ بنا تو علم تفسیر یہاں بھی آپہنچا۔ عربی رابطہ کی زبان تھی اس لیے پہلے ہند میں جو پہلی تفسیر لکھی گئی وہ عربی زبان میں تھی۔ سالم قدوائی نے ہندوستان میں لکھی گئی عربی تفسیروں کی تعداد 156 بتائی ہے۔ اردو زبان معرض وجود میں آئی تو دین مصطفی ﷺ کا پیغام دوسروں تک پہنچانے کے لیے اس زبان نے بھی اپنی خدمات پیش کیں۔ شاہ مراد سنبھلی وہ مفسر ہیں جن کی "تفسیر مرادی" اردو کی پہلی تفسیر قرار پائی۔ یہ 1185ھ بمطابق 1770ء میں مکمل ہوئی۔ اس کے کچھ عرصہ بعد شاہ عبدالقادر کا ترجمہ وجود میں آیا۔ گویا تیرھویں صدی ہجری سے ہندوستان میں باقاعدہ قرآن کریم کے اردو ترجمہ و تفسیر کا آغاز ہوا، جس کا سلسلہ آج تک جاری ہے اور جاری رہے گا۔ مرور زمانہ کے ساتھ قرآن

OPEN ACCESS
CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 6 Issue 9 | September 2026
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published:
September 30, 2026

کے الفاظ کی وضاحت کی ضرورت واہمیت میں اضافہ ہوتا چلا گیا اور تفسیر کا فن ترقی کی منازل طے کرتا چلا گیا۔ مختلف تفسیری رجحانات سامنے آئے۔ قرآن مجید کی لغوی، فقہی اور صوفیانہ تفاسیر لکھی گئیں۔ برصغیر پاک وہند کے مفسرین نے بھی اپنے دین کی یہ خدمت جاری رکھی اور قرآن مجید کی وضاحت کے لیے مختلف زبانوں میں تفاسیر لکھیں۔ انہی تفاسیر میں سے ایک تفسیر ''ضیاءالقرآن'' ہے جس کا شمار اردو ادب کی چند مایہ ناز تفاسیر میں ہوتا ہے۔ جو پیر محمد کرم شاہ الازہریؒ کی علمی، ادبی اور دینی خدمت کی ایک تابندہ یادگار ہے۔

بیسویں صدی عیسوی میں اردو زبان اپنے ذخیرہ الفاظ اور تراکیب کے حوالہ سے مالا مال ہو چکی تھی۔ پھر تفسیروں میں بھی اس پہلو پر توجہ دی جانے لگی۔ ہندوستان کے مسلمانوں میں مختلف باطل افکار بھی در آئے مفسرین نے ان کا خوب رد کیا۔ انگریزوں کی عمل داری کی وجہ سے عیسائی مشنریوں نے قرآن کو مشکوک بنانے کی ہمت کرنے لگے تو مفسرین ہی میدان عمل میں آئے۔ ہندوستان کے وسیع ذخیرہ تفسیر میں مختصر و ضخیم تفاسیر سامنے آئیں۔ بعض خالصتاً علمی اسلوب اپنائے ہوئے تھیں جو عامۃ الناس کے لیے مشکل تھیں۔ علاوہ ازیں بعض لوگوں نے تفسیر قرآن کی آڑ میں معانی قرآن کو بدلنے کی کوششیں شروع کر دیں۔ کسی طبقہ نے الفاظ کو برتنے میں بے احتیاطی کی جس سے مفہوم سمجھنے میں خلل آیا۔ کسی گروہ نے اہل سنت کے مسلمات کو چیلنج کیا۔ اس کے ساتھ ساتھ دیگر تفاسیر جو اس وقت منظر عام پر آچکی تھیں وہ جدید اردو اور ادبی اسلوب سے خالی تھیں۔ ان میں متروک اردو اور غیر مانوس الفاظ کا بھی استعمال کیا گیا تھا۔ تفسیر ضیاءالقرآن بیسویں صدی کی ادبی شہکار اور دینی سرمایہ ہے۔ اس میں مفسر نے روز مرہ زبان کے استعمال کے ساتھ ساتھ ادبی اسلوب کو ملحوظ خاطر رکھا ہے۔ قدیم مفسرین کے ہاں ایسے الفاظ کا استعمال ملتا ہے کیوں کہ اردو زبان ابھی ارتقائی مراحل میں تھی۔ بیسویں صدی کے اختتام تک بہر صورت یہ زبان اپنے اسلوب اور ذخیرہ الفاظ کے حوالہ سے زرخیز ہو چکی تھی۔ پیر صاحبؒ نے اس زرخیزی سے خوب فائدہ اٹھایا۔

آپؒ نے اردو، عربی اور فارسی تینوں زبانوں سے اشعار نقل کیے ہیں، اس سے نہ صرف تینوں زبانوں میں آپؒ کی مہارت کا اندازہ ہوتا ہے بلکہ ان زبانوں کے ادب پر آپؒ کی گہری نظر کا بھی پتہ چلتا ہے۔ خاص طور پر علامہ اقبالؒ کے اشعار سے جس کثرت سے آپؒ نے استفادہ کیا ہے اس سے آپؒ کی اقبالؒ سے ذہنی ہم آہنگی کا بھی اندازا کیا جا سکتا ہے۔ آپؒ کا تعلق صوفیاء کرام کے طبقہ میں ہوتا ہے اور صوفیاء کرام کے طبقہ میں مولانا رومؒ اور شیخ سعدی شیرازیؒ کا نام نمایاں ہے آپؒ نے اپنی تفسیر میں سب سے زیادہ مولانا رومؒ کے اشعار کو پیش کیا ہے اور اس کے بعد شیخ سعدی شیرازیؒ کے اشعار کو قلم بند کیا ہے جبکہ علامہ اقبالؒ کے فارسی کلام کے اشعار کو بھی تفہیم کلام اور تشریح کے لیے رقم کیا ہے اور اگر عمیق نظر سے دیکھا جائے تو یہ تینوں شعراء سوز و درد اور عشق و محبت میں ڈوب کر لکھنے والے ہیں اور یہی معاملہ پیر

CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 6 Issue 9 | September 2026
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published:
September 30, 2026

صاحبؒ کا ہے کہ آپ کی تفسیر بھی درد و سوز اور عشق مصطفیٰ ﷺ میں ڈوب کر لکھی گئی ہے اور آپؒ نے جتنے بھی فارسی اشعار کو درج کیا ہے ان کے پیچھے یا تو حکمت کی بات ہو گی یا پھر درد و سوز اور عشق مصطفیٰ ﷺ ہو گا۔

ادبی اسلوب انسانی ذہن کو متاثر کرتا ہے۔ اور کلام میں چاشنی پیدا ہو جاتی ہے۔ قاری کو دوران مطالعہ اکتاہٹ محسوس نہیں ہوتی، بلکہ وہ اس سے لطف اندوز ہوتا ہے ۔ تفسیر ضیاء القرآن کی یہی خوبیاں اسے معاصر تفاسیر سے ممتاز کرتی ہیں۔ مفسر نے اپنی تفسیر میں ایسے الفاظ کا استعمال کیا ہے جس سے قاری کے دل میں محبت و احترام رسول ﷺ کا جذبہ بیدار ہوتا ہے۔

عربی اشعار سے استفادہ

پیر محمد کرم شاہ الازہریؒ نے اپنی ذاتی استقامت ذاتی صلاحیت و استعداد سے قرآن پاک کے مضامین کو وضع کرنے کے لیے تفسیر کا جاندار انداز اختیار کیا ہے اس نے قرآن پاک کی خدمت گزاری کا حق ادا کر دیا ہے۔ انہوں نے قرآن کے سب سے اہم پہلو ''ھٰذَا بَیَانٌ لِّلنَّاسِ وَھُدًی وَّ موعِظَۃٌ لِّلمُتَّقِینَ۔'' کو مد نظر رکھا ہے۔ اور اس پہلو کو اجاگر کرنے کے لیے انہوں نے اشعار کا سہارا بھی لیا ہے۔ انہوں نے قدیم اور جدید دونوں ادوار کے شعراء کے اشعار کو بروقت اور بر محل استعمال کر کے اپنی تفسیر کو چار چاند لگا دیے ہیں اور عصر حاضر کے انسان کو جہاں قرآن فہمی میں آسانی میسر آتی ہے۔ وہاں اسکے حسی ذوق کی تسکین بھی ہوتی ہے۔ قرآن مجید عربی ادب کی شاندار کتاب ہے اور عربی زبان کا اپنا ایک ادب ہے۔ فصاحت و بلاغت کا معیار ہے اس کے مجازات، استعارات اور امثال ہیں۔ مفادات کے اشتقاق اور جملوں کے ترتیب کے الگ قواعد اشتقاق نے تو اس میں اتنی وسعت پیدا کر دی ہے۔ کہ دنیا کی کوئی ترقی یافتہ زبان اس کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔ شاعری عربوں کا دیوان رہی ہے اور ان کے مافی الضمیر کی ادائیگی کا بہترین اسلوب ہے۔ پیر صاحبؒ نے اسی روایت کو برقرار رکھتے ہوئے آیات کی مناسبت سے عرب شعراء و غیر عرب شعراء کے کلام سے استشہاد عجمی ہو کر بھی اس روایت کو زندہ کیا ہے۔ اور کسی آیت کا مفہوم واضح کرنے کے لیے یا کسی کی ترتیب بتانے کے لیے اشعار کا استعمال کیا ہے جس نے ان کی تفسیر کا حسن دوبالا کر دیا ہے۔ پیر صاحبؒ اپنی تفسیر میں متعدد آیات قرآنیہ کی تفسیر میں عربی اشعار سے بھی استدلال کرتے ہیں اور آیت کی تفسیر و تشریح اور بعض اوقات اپنے موقف کی تائید کیلئے عربی ادب سے نامور شعراء کا کلام بھی پیش کرتے ہیں جو ان کی علمیت مسلمہ ہونے کے ساتھ ساتھ ان کے حسنِ ذوق کا بھی منہ بولتا ثبوت ہے۔

CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 6 Issue 9 | September 2026
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published:
September 30, 2026

آپؒ نے تفسیر ضیاءالقرآن کی پہلی جلد میں گیارہ(11)اور دوسری جلد میں باراں(12)تیسری جلد میں سولہ(16)اور چوتھی جلد میں بیس(20)اور پانچویں جلد میں باراں(12)عربی اشعار کو درج کیا ہے۔یوں مکمل تفسیر میں اکہتر(71)اشعار کو بیان کیا ہے۔جن میں سے چند ایک کو یہاں بیان کیا جاتا ہے۔

إِنَّ السَّاعَةَ آتِيَةٌ أَكَادُ أُخْفِيهَا لِتُجْزَىٰ كُلُّ نَفْسٍ بِمَا تَسْعَىٰ۔[1]

بے شک وہ گھڑی(قیامت)آنیوالی ہے اسے پوشیدہ رکھنا چاہتا ہوں تاکہ بدلہ دیا جائے ہر شخص کو اس کام کا جس کے لیے وہ کوشاں ہے

اس آیت مقدسہ کے تحت پیر صاحبؒ بیان کرتے ہیں :

" أَكَادُ أُخْفِيهَا۔"کا مفہوم بیان کرنے میں علماء کرام نے بڑی تفصیلی بحث کی ہے لیکن آسان اور قابل فہم بات یہ ہے کہ یہاں "أَكَادُ"بمعنٰی "أُرِيدُ"ہے یعنی میں نے یہ ارادہ فرمایا ہے کہ وقوع قیامت کے وقت کو لوگوں سے پوشیدہ رکھوں۔الانباری نے بطور استشہاد ایک شعر نقل کیا ہے جہاں "كَادَ""اَرَادَ"کے معنٰی میں استعمال ہوا ہے"قِيلَ مَعنٰى اَكَادُ أُخفِيهَااُرِيدُ أُخفِيهَا ۔ قَالَ الاَنبَارِيُّ وَشَاهِدُ هٰذَا قَولُ الفَصِيحِ مِنَ الشِّعر۔" [2]

" كَادَت وَكِدتُّ وَ تِلکَ خَيرُ اِرَادَةٍ لَوعَادَمِن لَهوِالصَّبَابَةِمَا مَضٰى۔[3]

(یعنی اس نے بھی ارادہ کیا اور میں نے بھی ارادہ کیا اور یہ ارادہ بہت عمدہ تھا،کاش! محبت کی گرمجوشی جو ختم ہو چکی ہے وہ بھی لوٹ آتی۔)[4]

اس آیت مبارکہ میں پیر صاحبؒ نے لفظ "أَكَادُ"کا معنی بیان کرنے کے لیے الانباری کے شعر کو نقل کیا ہے جس سے اس لفظ کے معنی کی وضاحت ہوتی ہے اور وہ معنی "اَرَادَ"ہے۔جس سے معلوم ہوا کہ قرآن مجید میں جو لفظ "أَكَادُ"آیا ہے اس کا معنی "اَرَادَ"ہے یعنی میں نے یہ ارادہ فرمایا۔اور اس سے واضح ہوا کہ اللہ تعالٰی نے وقوع قیامت کے وقت کو لوگوں سے پوشیدہ رکھا ہے۔

اللَّهُ نُورُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ۚ مَثَلُ نُورِهِ كَمِشْكَاةٍ۔[5]

اللہ نور ہے آسمانوں اور زمین کا اس کے نور کی مثال ایسی ہے جیسے ایک طاق ہو

اس آیت مبارکہ کے تحت پیر صاحبؒ نقل کرتے ہیں:

[1] ۔القرآن الحکیم،طٰہٰ15:20
[2] ۔قرطبی،محمد بن احمد مالکی،علامہ،تفسیر قرطبی،بیروت:دارالفکر،1415ھ،زیر آیت ھٰذا،جز:11،ص:184
[3] ۔آلوسی،سید محمود،علامہ،روح المعانی،بیروت:داراحیاءالتراث،دارالفکر،1997ء،ج:7،ص:29
[4] ۔پیر محمد کرم شاہ،تفسیر ضیاءالقرآن،لاہور:ضیاءالقرآن پبلی کیشنز،2015ء،ج:3،ص:107
[5] ۔النور35:24

OPEN ACCESS
CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 6 Issue 9 | September 2026
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published:
September 30, 2026

''حضور ﷺ ابھی کمسن ہی تھے کہ تمام علاقہ میں سخت قحط پڑ گیا۔ حضرت ابو طالب بارش کی دعا کرنے کے لیے حرم میں آئے اور حضور اقدس ﷺ کو بھی ہمراہ لائے۔ حضور ﷺ کی طرف انگلی سے اشارہ کیا اور دعا مانگی۔ اس وقت آسمان پر بادل کا نام و نشان تک نہ تھا۔ دعا مانگنے کی دیر تھی ''فَاَقْبَلَ السَّحَابُ مِن ھٰھُنَا وَ ھٰھُنَا وَ اَغدَقَ وَاَغدَقَ وَانفَجَرَ لَہُ الوَادِی وَفِی ذَالِکَ قَالَ اَبُوطَالِبٍ۔'' (یعنی اسی وقت بادل ادھر ادھر سے ہجوم کر آئے، خوب موسلا دھار بارش برسی۔ یہاں تک کہ وادیاں بہنے لگیں اور اس وقت ابو طالب نے یہ شعر کہا۔)

وَاَبیَضَ یُستَسقَی الغَمَامُ بِوَجہِہٖ ثِمَالُ الیَتَامٰی عِصمَۃ لِّلاَرَامِلِ ۔[6]

(کہ وہ سفید من موہنی رنگت والا جس کے روئے تاباں کے صدقے بادل کی التجاء کی جاتی ہے، وہ یتیموں کا آسرا اور بیوہ عورتوں کی ناموس کا محافظ ہے۔)[7]

اس آیت مبارکہ میں پیر صاحبؒ نے تفسیر مظہری کے حوالہ سے حضرت کعب احبار کی روایت کو نقل کیا ہے جس میں مقام مصطفی ﷺ کی عظمت کو بیان کیا گیا ہے اور کمالات نبی اکرم ﷺ کا ذکر ہے۔ اسی طرح آخر میں جناب ابو طالب کا محبت بھرا شعر پیش کیا ہے جس سے گفتگو دلچسپ اور پر تاثیر بن جاتی ہے۔

وَقَالُوا مَالِ هَـٰذَا الرَّسُولِ يَأْكُلُ الطَّعَامَ وَيَمْشِي فِي الْأَسْوَاقِ ۚ ۔[8]

اور کفار بولے کیا ہوا ہے اس رسول کو کہ کھانا کھاتا ہے اور چلتا پھرتا ہے بازاروں میں

اس آیت مقدسہ کے تحت پیر صاحبؒ لکھتے ہیں :

'' وہ کہتے ہیں کہ اس کے پاس کوئی باغ نہیں۔ کتنے کو دن ہیں یہ کہنے والے! یہ سارا گلشن عالم اس کا ہے۔ فردوس بریں کے در و دیوار، قصور و اشجار پر اسی کا نام نقش ہے۔ اے محبوب تیرے مقام کو نہ پہچان کر تیری عظمت سے بے خبر رہ کر، تیری شان کا انکار کر کے وہ خود بھی گمراہ ہوئے اور لوگوں کو بھی گمراہ کیا۔ کاش انہیں صدیقؓ کی آنکھ اور بلالؓ کا دل نصیب ہوتا تو انہیں تیرے حسن سرمدی اور تیری محبوبیت کا پتہ چلتا۔ بارگاہ رسالت کا شاعر مسجد نبوی میں کھڑا ہوا، کچھ کہہ رہا ہے، ذرا اسے سنو تو :

وَاَحسَنُ مِنکَ لَم تَرَقَطُّ عَینِی خُلِقتَ مُبَرَّأً مِّن کُلِّ عَیبٍ
وَ اَجمَلُ مِنکَ لَم تَلِدِالنِّسَاءُ کَاَنَّکَ قَد خُلِقتَ کَمَاتَشَاء ۔[9]

چشم فلک نے اے محبوب کہیں بھی اور کبھی بھی تجھ سے زیادہ خوبصورت کوئی نہیں دیکھا

[6] ۔ابن ہشام، ابو محمد عبدالملک حمیری، السیرۃ النبویۃ، بیروت: دار ابن کثیر، 2003ء، ج:1، ص:272
[7] ۔ محمد کرم شاہ، تفسیر ضیاء القرآن، ج:3، ص:327
[8] ۔الفرقان 25:7۔8
[9] ۔الانصاری، حسان بن ثابت، دیوان حسان بن ثابت، بیروت: موسسۃ العلمی للمطبوعات، ص:13

OPEN ACCESS
CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 6 Issue 9 | September 2026
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published:
September 30, 2026

اور کسی عورت نے کسی زمانہ میں آپ سے زیادہ حسین و جمیل بچہ نہیں جنا

پیدا کرنے والے نے تجھے ہر عیب سے پاک پیدا کیا ہے، یوں معلوم ہوتا ہے کہ تیری تخلیق اس طرح کی گئی ہے جیسے تیری مرضی ۔)[10]

اس آیت مبارکہ کے تحت پیر صاحبؒ نے شاعر مسجد نبوی حضرت حسان بن ثابتؓ کے اشعار پیش کیے ہیں جس میں یہ واضح ہے کہ اللہ تعالیٰ نے نبی اکرم ﷺ کو بے عیب اور ہر نقص سے پاک پیدا کیا ہے۔

وَالَّذِينَ إِذَا أَصَابَهُمُ الْبَغْيُ هُمْ يَنتَصِرُونَ ۔[11]
اور جب ان پر زیادتی کی جاتی ہے تو وہ اس کا (مناسب) بدلہ لیتے ہیں

اس آیت کی تفسیر میں پیر صاحبؒ ہیں :

"عفو و درگزر اور چیز ہے۔ ذلت و بے چارگی اور چیز، مومن عفو و درگزر تو کرتا ہے لیکن کوئی سرکش اس سے ذلت اور بے چارگی کی توقع کرے تو یہ عبث ہے۔ مومن مغلوب اور ضعیف پر تو رحم کرتا ہے لیکن جو قوت و طاقت کے نشہ میں مغرور ہو کر اس کو لتاڑنا چاہے تو اس کی وہ ٹانگیں توڑ دیتا ہے، وہ ہاتھ جن میں ظلم کی تلوار ہوتی ہے کاٹ دیے جاتے ہیں اور وہ آنکھ پھوڑ دی جاتی ہے جو ان کی طرف بری نیت سے اٹھتی ہے۔

إِذَا أَنتَ أَكرَمتَ الكَرِيمَ مَلَكتَه‘ وَإِن أَنتَ أَكرَمتَ اللَّئِيمَ تَمَرَّدَا
فَوَضعُ النَّدَا فِي مَوضِعِ السَّيفِ بِالعُلَا مُضِرّ كَوَضعِ السَّيفِ فِي مَوضِعِ النَّدَا۔[12]

(اگر تو کسی شریف آدمی کی عزت کرے گا تو وہ مدت العمر ممنون رہے گا

اور اگر تو کسی کمینہ فطرت آدمی کی عزت کرے گا تو وہ اور زیادہ سرکش ہو جائے گا

یعنی جہاں تلوار استعمال کرنا چاہیے وہاں سخاوت سے کام لینا مضر ہے

جس طرح سخاوت کے موقع پر تلوار کا استعمال خطرناک ہے۔)

اس آیت مبارکہ کے تحت پیر صاحبؒ نے متنبی شاعر کے چند اشعار پیش کیے ہیں جس میں حکمت و دانائی کی باتیں ہیں۔

[10] ۔ محمد کرم شاہ، تفسیر ضیاء القرآن، ج:3، ص:353۔354

[11] ۔ الشوریٰ 39:42

[12] ۔ آلوسی، سید محمود، علامہ، روح المعانی، بیروت: دار احیاء التراث، دار الفکر، 1997ء، زیر آیت ھٰذا، ج:8، ص:334

OPEN ACCESS
CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 6 Issue 9 | September 2026
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published:
September 30, 2026

اشعار کا استشہاد، کلمہ کی ترکیب لفظ کا معنٰی اور آیت کا مفہوم سمجھنے میں مدد و معاون ثابت ہوتا ہے۔اشعار کا استعمال قرون اولٰی کی یاد تازہ کرتا ہے۔ حضرت سعید بن مسیبؒ سے مروی ہے کہ ایک روز حضرت فاروق اعظمؓ منبر پر تشریف فرما تھے۔آپ نے پوچھا اے لوگو!''اَو یَاخُذَھُم عَلٰی تَخَوُّف''کا کیا مطلب ہے؟سب خاموش ہو گئے۔بنی ہذیل کا ایک بوڑھا اٹھا اور اس نے عرض کی اے امیر المومنین! یہ ہماری لغت ہے یہاں''اَلتَّخَوُّفُ''کا معنی''اَلتَّنَقُّصُ''ہے یعنی آہستہ آہستہ کسی چیز کا گھٹتے چلے جانا۔آپ نے پوچھا کیا یہ لفظ اس معنٰی میں عرب کے شعراء نے بھی استعمال کیا ہے۔وہ بولا جی ہاں ہمارا شاعر ابو کبیر ہذلی اپنی اونٹنی کے متعلق کہتا ہے جس کی کوہان کو سفر کی طوالت نے لاغر کر دیا تھا:

تَخَوَّفَ الرَّحلُ تَامكًاقرداً　　كَمَاتَخَوَّفَ عُودَالنَّبعَةِالسُّفُن'۔

(کہ کجاوے نے میری اونٹنی کی موٹی تازہ اونچی کوہان کو گھسا کر کم کر دیا ہے

جس طرح نبعہ درخت کی لکڑی کو گھسانے والا آلہ گھسا کر چھوٹا کر دیتا ہے۔)

یہ شعر سن کر حضرت عمرؓ نے فرمایا،لوگو! جاہلیت کے اشعار یاد کیا کرو۔اس میں تمہاری کتاب کی تفسیر اور تمہارے کلام کے معانی ہیں۔ تفسیر ضیاءالقرآن کے اس پہلو کی تحقیق کرتے ہوئے مجھے ایسا محسوس ہوا جیسے پیر صاحبؒ نے اشعار کو بطور استشہاد، معنی کی تحقیق، تفہیم کلام، زور بیان اپنی تفسیر میں پیش کر کے اس سنت کو زندہ کیا ہے۔اس ضمن میں آپؒ نے ادب کی ابتدائی کتب اور لغت کے بنیادی مصادر کو استعمال کیا ہے۔زمانہ جاہلیت، صدر اسلام، مخضرمین شعراء اور برصغیر کے شعراء کے اشعار بطور استشہاد ذکر کرنا ان کی ایک بہت دلفریب ادبی کاوش ہے جو بڑی قابل ستائش اور مستحسن ہے۔

فارسی اشعار سے استفادہ

پیر صاحبؒ اپنی تفسیر میں عربی اشعار کے ساتھ ساتھ فارسی اشعار بھی تحریر کرتے ہیں،اس میں شک نہیں کہ فارسی زبان کے شعرائے کرام نے اسلامی تعلیمات کو نہایت خوبی اور عشق و محبت سے شرعی حدود کا پاس رکھتے ہوئے فارسی شاعری میں ڈھالا ہے۔اس سلسلے میں مولانا رومؒ کی مثال ہمارے سامنے ہے جنہوں نے مثنوی کی شکل میں قرآنی تعلیمات کا گویا نچوڑ اور حسین گلدستہ منظوم کر دیا ہے۔

ہمارے اسلاف محدثین و مفسرین اپنی اپنی تصانیف میں اشعار کا بر محل استعمال کرتے رہے ہیں۔اسی روش کی پیروی میں پیر صاحبؒ نے بھی اپنی تفسیر میں متعدد مقامات پر فارسی اشعار کا ستعمال کیا ہے۔ تفسیر ضیاءالقرآن کی پہلی جلد میں سولہ (16) اور دوسری جلد میں بھی سولہ (16) تیسری جلد میں چھبیس (26)

CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 6 Issue 9 | September 2026
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published:
September 30, 2026

چوتھی جلد میں سترہ(17)اور پانچویں جلد میں بھی سترہ(17)یوں مکمل بانوے(92)فارسی اشعار کو درج کیا ہے۔جن میں سے چند ایک مقامات کو فارسی اشعار کے ساتھ یہاں نقل کیا جائے گا۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَابْتَغُوا إِلَيْهِ الْوَسِيلَةَ وَجَاهِدُوا فِي سَبِيلِهِ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ۔[13]

(اے ایمان والو! ڈرو اللہ تعالیٰ سے اور تلاش کرو اس تک پہنچنے کا وسیلہ اور جدوجہد کرو اس کی راہ میں تاکہ تم فلاح پاؤ ۔)

اس آیت مقدسہ کے تحت پیر صاحبؒ رقم طراز ہیں :

"حضرت شاہ ولی اللہؒ نے تصریح فرمائی ہے کہ اس آیت میں وسیلہ سے مراد بیعت مرشد ہے[14] اسی لیے مرشد کی رہنمائی کے بغیر اس کا ملنا شاذ و نادر ہے۔

مولوی ہر گز نشد مولائے روم — تا غلام شمس تبریزی نشد
دم عارف نسیم صبحدم ہے — اسی سے ریشہ معنی میں نم ہے
اگر کوئی شعیب آئے میسر — شبانی سے کلیمی دو قدم ہے۔[15]؛[16]

اس آیت مبارکہ کے تحت پیر صاحبؒ نے معنی کی وضاحت اور تفہیم کلام کی خاطر مولانا رومؒ کے اشعار کو پیش کیا ہے جس سے کلام کی مزید تفسیر اور معنی میں چاشنی پیدا ہو جاتی ہے۔

" قَالَتْ لَهُمْ رُسُلُهُمْ إِن نَّحْنُ إِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ وَلَـٰكِنَّ اللَّهَ يَمُنُّ عَلَىٰ مَن يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ ۔"[17]

(کہا انہیں ان کے رسولوں نے کہ ہم تمہاری طرح انسان ہی ہیں لیکن اللہ تعالیٰ احسان فرماتا ہے جس پر چاہتا ہے اپنے بندوں سے ۔)

اس آیت کریمہ کے تحت پیر صاحبؒ لکھتے ہیں:

" کفار انبیاء کرام کی ظاہری بشریت سے فریب کھا گئے۔اور ان کی نگاہیں شان نبوت کو پہنچاننے سے قاصر رہیں۔[18] مولانا روم علیہ الرحمۃ نے ان لوگوں کے شکوک و شبہات کو بیان کر کے اپنے حکیمانہ انداز میں ان کا ازالہ فرمایا ہے :

گفت ایں کہ ما بشر ایشاں بشر — ما و ایشاں بستہ خوابیم و خور

[13] ۔المائدہ5:35
[14] ۔دہلوی، شاہ ولی اللہ، شفاء العلیل ترجمہ قول الجمیل، لاہور: مکتبہ رحمانیہ، ت،ن، ص:33
[15] ۔محمد اقبال، ڈاکٹر، علامہ، کلیاتِ اقبال (اردو) بالِ جبریل، کراچی: فضلی سنز، ت،ن، ص:513
[16] ۔محمد کرم شاہ، تفسیر ضیاء القرآن، ج:1، ص:466
[17] ۔ابراھیم14:11
[18] ۔آلوسی، روح المعانی، زیر آیت ھٰذا، ج:3، ص:198

OPEN ACCESS
CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 6 Issue 9 | September 2026
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published:
September 30, 2026

ایں ندانستند ایشاں از عما — ہست فرق در میاں بے انتہا
ہر دو یک گل خوردز نبور و نحل — زاں یکے شد نیش زاں دیگر عسل
ہر دو گوں آہو گیاہ خوردند و آب — زیں یکے سرگیں شد و زاں مشک ناب
ایں خورد گردد پلیدی زیں جدا — واں خورد گردد ہماں نور خدا[19]

(یعنی کفار نے کہا ہم بھی انسان ہیں اور انبیاء بھی انسان ہیں ،ہم بھی سوتے ہیں اور کھاتے ہیں اور وہ بھی اسی طرح ،ان اندھوں نے یہ نہ جانا کہ ان کے درمیان،اور انبیاء کے درمیان تو بے انتہاء فرق ہے ،ویسے تو زنبور اور شہد کی مکھی ایک پھول سے ہی خوراک حاصل کرتی ہے ،لیکن وہاں ڈنک نمودار ہوتا ہے اور یہاں شہد ،دونوں قسم کے ہرن ایک ہی گھاس کھاتے ہیں اور پانی پیتے ہیں ،لیکن ایک سے صرف لید نکلتی ہے اور دوسرے سے خالص کستوری ،کافر کھاتا ہے تو اس سے نجاست نکلتی ہے ،اور نبی کھاتا ہے تو وہ نور خدا بنتا ہے۔)[20]

اس آیت مقدسہ کے تحت پیر صاحبؒ نے مولانا رومؒ کے اشعار کو مناسب مقام پر بیان کر کے پورے کلام کی وضاحت کر دی ہے اور کفار کے اعتراضات کے جوابات حکیمانہ انداز میں بیان کیے ہیں۔

" وَلَوْ أَنَّمَا فِي الْأَرْضِ مِن شَجَرَةٍ أَقْلَامٌ وَالْبَحْرُ يَمُدُّهُ مِن بَعْدِهِ سَبْعَةُ أَبْحُرٍ ۔"[21]

(اور اگر زمین میں جتنے درخت ہیں قلمیں بن جائیں اور سمندر سیاہی بن جائے اور اس کے علاوہ سات سمندر اسے (مزید) سیاہی مہیا کریں۔)

اس آیت مقدسہ کے تحت پیر صاحبؒ رقم طراز ہیں :

"روئے زمین پر جتنے درخت ہیں ان کی قلمیں بنالی جائیں اور سمندر روشنائی بن جائے اور جب ایک سمندر کا پانی ختم ہونے لگے ،تو یکے بعد دیگرے سات سمندروں کے پانی روشنائی بنتے چلے جائیں۔ قلمیں گھس کر رہ جائیں گی۔سات سمندروں کا پانی ختم ہو جائے گا،لیکن علم الٰہی کا ایک قلیل حصہ بھی رقم نہیں ہو سکا ہو گا۔دانائے شیراز نے بھی اپنی حد تک خوب کہا ہے :

دفتر تمام گشت و بپایاں رسید عمر — ما ہمچناں در اول وصف تو ماندہ ایم[22]

(کاغذ ختم ہو گیا،عمر انتہاء کو پہنچ گئی ہم ساری زندگی سمندر میں قلم دوڑاتے رہے،تیری صفات کا احاطہ تو کجا ابھی تو تیری پہلی وصف کا بیان بھی مکمل نہیں ہوا۔)[23]

[19] ۔رومی،مثنوی معنوی،لاہور:موسسہ انتشارات اسلامی،دفتر:اول،ص:58۔59
[20] ۔محمد کرم شاہ،تفسیر ضیاء القرآن،ج:2،ص:508
[21] ۔لقمان 27:31
[22] ۔شیرازی،سعدی،شیخ،گلستانِ سعدی،ملتان:مکتبہ امدادیہ،ت،ن،ص:8

OPEN ACCESS
CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 6 Issue 9 | September 2026
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published:
September 30, 2026

اس آیت مبارکہ کے تحت پیر صاحبؒ نے مولانا سعدی شیرازیؒ کے اشعار کو معنی کی وضاحت کے لیے استعمال کیا ہے۔

" بِئْسَ الِاسْمُ الْفُسُوقُ بَعْدَ الْإِيمَانِ ۚ وَمَن لَّمْ يَتُبْ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ ۔"[24]

(کتنا ہی برا نام ہے مسلمان ہو کر فاسق کہلانا اور جو لوگ باز نہیں آئیں گے (اس روش سے) تو وہی بے انصاف ہیں ۔)

اس آیت مبارکہ کے تحت پیر صاحبؒ بیان کرتے ہیں :

"بڑے پیارے انداز سے اپنے بندوں کو تنبیہ فرمائی جارہی ہے کہ تم اب میرے ہو چکے ہو، تمہیں اب ایسی کوئی نازیبا حرکت نہیں کرنی چاہیے جس کی وجہ سے تمہیں بدکار اور فاسق کہا جائے۔ اگر تم اسلام قبول نہ کرتے، میرے محبوب رسول ﷺ پر ایمان نہ لاتے اور شتر بے مہار بنے من مانیاں کرتے رہتے تو تم سے کسی کو شکایت نہ ہوتی۔ اب تم مشرف بہ اسلام ہو چکے ہو۔ لوگ بجا طور پر تم سے توقع رکھتے ہیں کہ تم خیر و صلاح کا عملی نمونہ پیش کرتے رہو گے۔ نیکی اور پارسائی تمہارا شعار ہو گا۔ غلامان مصطفیٰ کہلا کر اگر تم فسق و فجور سے اپنا دامن نہیں بچاتے تو بڑی بے حیائی اور افسوس کی بات ہے۔ حضرت علامہ نے کیا خوب کہا ہے :

تانداری از محمد رنگ و بو از درود خود میلا نام او[25]؛[26]

(یعنی اگر تمہاری سیرت اور کردار اپنے محبوب کے رنگ و بو سے بہرہ ور نہیں ، تو تمہیں قطعاً یہ زیب نہیں دیتا کہ اپنی ناپاک زبان سے اس کا پاک نام لو ۔)

اس آیت کریمہ کے تحت پیر صاحبؒ نے اپنی گفتگو کو علامہ اقبالؒ کے اشعار سے مزین کیا ہے جس سے معنی کی وضاحت ہو جاتی ہے۔

جسٹس پیر محمد کرم شاہ الازہریؒ نے جیسے عربی اشعار سے استدلال کیا ہے ایسے ہی آیت کی تفسیر و تشریح کے لیے فارسی اشعار سے بھی اپنے موقف کی تائید کی ہے ۔اور اپنے خیالات کے اظہار کے لیے فارسی اشعار کو ذریعہ بنایا ہے۔ فارسی گوئی برصغیر کے اردو شعراء کا بھی معمول رہا ہے۔ فارسی کئی صدیوں سے برصغیر کی سرکاری زبان رہی اگرچہ 1834ء میں انگریزوں نے فارسی کی جگہ اپنی زبان انگریزی کو سرکاری حیثیت دے دی، مگر صدیوں سے رائج زبان ایک جنبش قلم سے ختم نہیں کی جاسکتی تھی۔ چنانچہ انگریزی کے سرکاری زبان بن جانے کے بعد متعدد فارسی نویس برصغیر میں موجود رہے ہیں اور کئی فارسی نویس اور فارسی گو اب بھی موجود ہیں۔ پھر فارسی ایک ایسی زبان ہے جس کے ساتھ دنیا بھر کے مستشرقین کی دلچسپی اور وابستگی ہے اور اس زبان میں بیان کیے ہوئے افکار بہت جلد عالمگیر ہو جاتے ہیں چونکہ براعظم ایشیا میں مسلمانوں کی تین چوتھائی آبادی رہتی ہے اور اس براعظم کے ایک بڑے حصے میں فارسی کا رواج تھا۔ پیر صاحبؒ کو فارسی کے ساتھ

[23] ۔ محمد کرم شاہ، تفسیر ضیاء القرآن، ج:3، ص:615

[24] ۔ الحجرات 11:49

[25] ۔ محمد اقبال، کلیاتِ اقبال (فارسی)، ص:833؛ مثنوی پس چہ باید کرد، ص:37

[26] ۔ محمد کرم شاہ، تفسیر ضیاء القرآن، ج:4، ص:595

CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 6 Issue 9 | September 2026
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published:
September 30, 2026

ایک طبعی مناسبت تھی اور اس کی وجہ یہ ہے کہ آپؒ کا تعلق صوفیاء کرام کے طبقہ میں ہوتا ہے اور صوفیاء کرام کے طبقہ میں مولانا رومؒ اور شیخ سعدی شیرازیؒ کا نام نمایاں ہے آپؒ نے اپنی تفسیر میں سب سے زیادہ مولانا رومؒ کے اشعار کو پیش کیا ہے اور اس کے بعد شیخ سعدی شیرازیؒ کے اشعار کو قلم بند کیا ہے جبکہ علامہ اقبالؒ کے فارسی کلام کے اشعار کو بھی تفہیم کلام اور تشریح کے لیے رقم کیا ہے اور اگر عمیق نظر سے دیکھا جائے تو یہ تینوں شعراء سوز و درد اور عشق و محبت میں ڈوب کر لکھنے والے ہیں اور یہی معاملہ پیر صاحبؒ کا ہے کہ آپ کی تفسیر بھی درد و سوز اور عشق مصطفیٰ ﷺ میں ڈوب کر لکھی گئی ہے اور آپؒ نے جتنے بھی فارسی اشعار کو درج کیا ہے ان کے پیچھے یا تو حکمت کی بات ہو گی یا پھر درد و سوز اور عشق مصطفیٰ ﷺ ہو گا۔

اردو اشعار سے استفادہ

پیر صاحبؒ ایک بے مثال نثر نگار تھے نیز اردو شاعری کا عمدہ ذوق رکھتے تھے۔ جس کا اندازہ تفسیر ضیاء القرآن کے مختلف مقامات پر اردو شعروں کے انتخاب سے ہوتا ہے۔ پھر نہ صرف ان میں حسن انتخاب ہے بلکہ تفسیر قرآن جیسے مشکل فن اور ان اشعار کو بر محل استعمال بھی کیا ہے جس کا اندازہ درجِ ذیل مثالوں سے ہو سکتا ہے۔ آپؒ نے تفسیر ضیاء القرآن کی پہلی جلد میں چودہ (14) اشعار دوسری اور تیسری جلد میں نو، نو (9) چوتھی جلد میں بارہ (12) اور پانچویں جلد میں سات (7) اردو اشعار کو درج کیا ہے۔ یوں مکمل تفسیر ضیاء القرآن میں اکاون (51) اشعار سے اپنے کلام کو مزین کیا ہے۔

" وَلَقَدْ وَصَّيْنَا الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ مِن قَبْلِكُمْ وَإِيَّاكُمْ أَنِ اتَّقُوا اللَّهَ ۔"[27]

(اور بے شک ہم نے حکم دیا ان لوگوں کو جنہیں دی گئی کتاب تم سے پہلے اور (حکم دیا) تمہیں بھی کہ ڈرو اللہ تعالیٰ سے۔)

اس آیت کی تفسیر میں پیر صاحبؒ فرماتے ہیں :

"جو کتابیں مختلف زمانوں میں انبیاء و رسل پر نازل ہوئیں اور یہ کتاب جو تمہاری ہدایت کے لیے اتاری گئی ہے، ان سب میں تمام امتوں کو تقویٰ کا ہی حکم دیا گیا ہے ۔ اگر غور کیا جائے تو اس میں شک ہی نہیں رہتا کہ دین الٰہی کا دار و مدار ہی تقویٰ پر ہے۔ دل میں خوف خدا پیدا ہو گیا تو انسان کا ظاہر و باطن سنور گیا اور اگر دل خوف خدا سے ہی آشنا نہیں تو پھر زبان سے پارسائی کے ہزاروں دعوے کیے جائیں نفس اصلاح پذیر نہیں ہو سکتا :

خرد نے کہہ بھی دیا لا الٰہ تو کیا حاصل　　دل و نگاہ مسلماں نہیں تو کچھ بھی نہیں[28،29]

[27] ۔ النساء 131:4

[28] ۔ محمد اقبال، کلیاتِ اقبال (اردو)، ضربِ کلیم، ص: 656

[29] ۔ محمد کرم شاہ، تفسیر ضیاء القرآن، ج: 1، ص: 401

OPEN ACCESS
CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 6 Issue 9 | September 2026
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published:
September 30, 2026

اس آیت کی تفسیر میں بھی پیر صاحبؒ نے گزشتہ سے پیوستہ علامہ اقبالؒ کے شعر کو تفہیم کلام کے لیے استعمال کیا ہے۔

" يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا مَن يَرْتَدَّ مِنكُمْ عَن دِينِهِ فَسَوْفَ يَأْتِي اللَّهُ بِقَوْمٍ يُحِبُّهُمْ وَيُحِبُّونَهُ ۔"[30]

(اے ایمان والو! جو پھر گیا تم میں سے اپنے دین سے (تو اس کی بد نصیبی) سو عنقریب لے آئے گا اللہ تعالیٰ ایک ایسی قوم محبت کرتا ہے اللہ ان سے اور وہ محبت کرتے ہیں اس سے۔)

اس آیت کریمہ کے تحت پیر صاحبؒ رقم طراز ہیں :

"وہ قوم کون تھی؟ حضرت صدیقؓ، ان کے رفقاء، ان کے لشکروں کے جانباز سپاہی، یمن کے قبائل، عرب کے دوسرے لوگ جنہوں نے بڑی بے جگری سے اس فتنہ کا مقابلہ کیا۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔ ہر فتواور نتھو کا کام نہیں کہ حوادثات کے منہ زور ریلے کے سامنے سینہ تان کر کھڑا ہو جائے اور فتنہ و فساد کے بھڑکتے ہوئے شعلوں میں کود کر انہیں گلزار خلیل بنادے۔ اس لیے فرمایا کہ اس نازک وقت میں اسلام کی امداد کے لیے سر بلف نکلنے والے صرف وہی لوگ ہوں گے جو ان صفات سے متصف ہوں گے وہ اللہ کے پیارے ہوں گے اور اللہ تعالیٰ ان کا محبوب ہوگا۔ اہل ایمان کے لیے وہ نرم، مشفق اور سراپا لطف و عنایت ہوں گے اور کافروں کے لیے فولاد کی چٹان کی طرح سخت :

جس سے جگر لالہ میں ٹھنڈک ہو وہ شبنم　　دریاؤں کے دل جس سے دہل جائیں وہ طوفاں [31]؛[32]

اس آیت مبارکہ کے تحت پیر صاحبؒ نے تفہیم کلام کے لیے علامہ اقبالؒ کے شعر کو نقل کیا ہے۔

3۔ " إِلَّا مَنِ اسْتَرَقَ السَّمْعَ فَأَتْبَعَهُ شِهَابٌ مُّبِينٌ ۔"[33]

(بجز اس کے جو چوری چھپے سن لے تو (اس صورت میں) تعاقب کرتا ہے اس کا ایک روشن شعلہ ۔)

اس آیت مبارکہ کی تفسیر پیر صاحبؒ فرماتے ہیں :

"الٰہی! ہمارے جوانوں کی خفتہ صلاحیتوں کو بیدار فرما۔ ان کے دلوں کو حقیقت سے آشنا کر دے۔ انہیں اپنی دینی اور قومی ذمہ داریوں کو پورا کرنے کی لگن بخشدے ۔ان تن آسانوں کو سوز آرزو سے تڑپادے :

خرد کو غلامی سے آزاد کر　　جوانوں کو پیروں کا استاد کر

[30] ۔المائدہ 54:5

[31] ۔ محمد اقبال، کلیاتِ اقبال (اردو)، ضربِ کلیم، ص: 682

[32] ۔ محمد کرم شاہ، تفسیر ضیاء القرآن، ج: 1، ص: 483

[33] ۔الحجر 18:15

OPEN ACCESS
CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 6 Issue 9 | September 2026
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published:
September 30, 2026

جگر سے وہی تیر پھر پار کر　　تمنا کو سینوں میں بیدار کر
تڑپنے پھڑکنے کی توفیق دے　　دل مرتضیٰ سوز صدیق دے[34]

آمین بجاہ طٰہٰ ویٰسین صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔"[35]

اس آیت کریمہ کے تحت پیر صاحبؒ نے امت مسلمہ کے جوانوں کو بیدار اور تحقیق کرنے کے لیے آمادہ کرنے کی کوشش کی ہے اور اسی کے لیے علامہ اقبالؒ کے چند اشعار کو پیش کیا ہے جس میں بھی امت مسلمہ کو تحقیق اور محنت کے لیے برانگیختہ کیا گیا ہے۔

" وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ۔"[36]
(اور نہیں بھیجا ہم نے آپ کو، مگر سراپا رحمت بنا کر سارے جہانوں کے لیے ۔)

اس آیت مقدسہ کے تحت پیر صاحبؒ رقم طراز ہیں :

"اس رحمت عامہ کی برکتوں سے عقل بھی بہرور ہے اور دل کی دنیا بھی شاد کام ہے۔ ترجمان حقیقت شاعر مشرق نے کیا خوب کہا ہے :

تیری نگاہ ناز سے دونوں مراد پا گئے　　عقل غیاب و جستجو، عشق حضور و اضطراب
شوکت سنجر و سلیم تیرے جلال کی نمود　　فقر جنید و بایزید تیرا جمال بے نقاب[37]

حضرت علامہ اقبالؒ نے حامل لواء الحمد اور صاحب مقام محمود کی مدح سرائی میں جب یوں گل فشانی کی ہو گی تو کیا عجیب سماں ہو گا :

وہ دانائے سبل، ختم الرسل، مولائے کل جس نے　　غبار راہ کو بخشا فروغ وادی سینا
نگاہ عشق و مستی میں وہی اول وہی آخر　　وہی قرآں وہی فرقاں وہی یٰسین وہی طٰہٰ[38]،[39]

اس آیت مبارکہ کے تحت پیر صاحبؒ نے نبی اکرم ﷺ کا رحمۃ للعالمین ہونا اور عشق مصطفیٰ ﷺ کو اپنے انداز میں بیان کیا ہے اور اس ساری گفتگو کو علامہ اقبالؒ کے ان اشعار کے ساتھ ختم کیا ہے جس میں بھی نبی اکرم ﷺ کی تخلیق اول کا تذکرہ ہے۔ علامہ کے اشعار سے معنی میں تازگی اور لذت پیدا ہو جاتی ہے اسی لیے پیر صاحبؒ نے علامہ کے کثیر اشعار کو درج کیا ہے جس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ پیر صاحبؒ اور علامہ اقبالؒ کے سوچنے کا انداز ایک جیسا تھا۔ اور نبی اکرم ﷺ کی رحمت سے عقل کو بھی فیض مل رہا ہے اور دل بھی ان سے فیض حاصل کر رہا ہے اور اسی بات کو علامہ نے اپنے اشعار میں بیان کیا ہے۔

[34] ۔ محمد اقبال، کلیات اقبال (اردو) ص:339، بالِ جبریل، ص:105
[35] ۔ محمد کرم شاہ، تفسیر ضیاء القرآن، ج:2، ص:536
[36] ۔ الانبیاء 107:21
[37] ۔ محمد اقبال، کلیاتِ اقبال (اردو)، بالِ جبریل، ص:540
[38] ۔ محمد اقبال، کلیاتِ اقبال، بالِ جبریل، ص:447
[39] ۔ محمد کرم شاہ، تفسیر ضیاء القرآن، ج:3، ص:191۔192

OPEN ACCESS
CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 6 Issue 9 | September 2026
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published:
September 30, 2026

" إِنَّهُمْ لَن يُغْنُوا عَنكَ مِنَ اللَّهِ شَيْئًا ۚ وَإِنَّ الظَّالِمِينَ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ ۖ وَاللَّهُ وَلِيُّ الْمُتَّقِينَ۔"[40]

(یہ لوگ اللہ کے مقابلے میں آپ کو قطعاً کچھ فائدہ نہ پہنچا سکیں گے، بلاشبہ ظالم لوگ ایک دوسرے کے دوست ہیں اور اللہ تعالیٰ پرہیزگاروں کا دوست ہے ۔)

اس آیت مبارکہ کے تحت پیر صاحبؒ رقم طراز ہیں:

"کاش! کوئی مرد دانا ان نازک لمحوں میں ہمیں قرآن کریم کے بتائے ہوئے نظام پر عمل پیرا کر دیتا اور اسلام کا وہی نظام جسے رحمت عالمیاں ﷺ نے عرب کے جہنم زار میں نافذ کر کے اسے رشک فردوس بنا دیا تھا، اسی کو وہ اس پاکستان میں نافذ کر کے ہماری کشتی کو بھی ساحل آشنا کر دیتا۔ ہم کب تک دریوزہ گر بنے در در کی ٹھوکریں کھاتے رہیں گے؟ اپنے نبی برحق کے دامن رحمت کو چھوڑ کر اغیار کے سایہ دیوار میں پڑیں رہیں گے؟ اس انقلاب کے لیے ضروری ہے کہ قوم میں فکری اتحاد ہو اور قیادت اتنی جاندار اور نور ایمان سے مالا مال ہو کہ مخالفین کی غوغا آرائی میں قرآن کی اس آیت پر "فَاتَّبِعْهَا وَلَا تَتَّبِعْ أَهْوَاءَ الَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ۔" پر عمل پیرا ہونے کی ہمت رکھتی ہو:

قافلہ حجاز میں ایک حسینؓ بھی نہیں گرچہ ہے تابدار ابھی گیسوئے دجلہ و فرات[41,42]

اس آیت مقدسہ کے تحت پیر صاحبؒ نے درد بھرے جذبات کے ساتھ ایک ایسے قائد کی خواہش کو ظاہر کیا ہے جو حسینی کردار ادا کر کے پاکستان میں نظام مصطفیٰ ﷺ کو نافذ کر دے۔ اور اسی خواہش کو علامہ اقبالؒ نے اپنے اس شعر میں بیان کیا ہے۔

نتائج واثرات

کوئی نظریہ حیات خواہ کتنا ہی دلکش اور بنی نوع انسان کے لیے کتنا ہی مفید کیوں نہ ہو، اس وقت تک لوگوں کے دلوں میں جگہ نہیں پا سکتا جب تک کہ اس کو دلآویز پیرایہ میں پیش نہ کیا جائے۔ اگر اس کا اظہار سطحی اور عامیانہ انداز میں کیا جائے، تو اس کی مثال ایسی ہی ہے جیسا کہ خوبصورت شہزادے کو بوریا کا پھٹا پرانا لباس پہنا دیا گیا ہو۔ پیر محمد کرم شاہ الازہریؒ اس معاملے میں بھی خاصے حساس واقع ہوئے ہیں۔ آپ نے شب و روز کی محنت اور عرق ریزی سے دنیائے ادب میں اتنا کمال پیدا کر لیا ہے کہ بلاشبہ انہیں صاحب طرز ادیبوں میں شمار کیا جا سکتا ہے۔ اردو ادب میں بے شک ابوالکلام آزاد، مولانا ظفر علی خان اور شورش کاشمیری کی خدمات کو فراموش نہیں کیا جا سکتا، لیکن پیر محمد کرم شاہ کی تفسیر ضیاء القرآن کا مطالعہ کرنے کے بعد یہ بات بلاخوف تردید کہی جا سکتی ہے کہ بامقصد اور جاندار تحریر میں آپ

[40] ۔الجاثیہ 19:45

[41] ۔ محمد اقبال، کلیاتِ اقبال (اردو)، ص: 327۔ بالِ جبریل، ص: 93

[42] ۔ محمد کرم شاہ، تفسیر ضیاء القرآن، ج: 4، ص: 453

OPEN ACCESS
CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 6 Issue 9 | September 2026
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published:
September 30, 2026

اردو ادب کے صف اول کے ادیبوں سے بھی چند قدم آگے نکل گئے ہیں۔آپؒ کا ہر ہر لفظ ایک واضح پیغام ہے،ہر ہر فقرہ سینہ میں نہاں درد کا ترجمان ہے اور جب آپؒ شدت احساس سے مغلوب ہو جاتے ہیں تو یوں محسوس ہوتا ہے کہ قافلہ ملت کو جگانے کے لیے صدائے جرس کو ہی کافی نہیں سمجھتے بلکہ اس کا دامن پکڑ کر اس کو جھنجھوڑتے نظر آتے ہیں۔

OPEN ACCESS
CC BY